ترجمۂ شاہ ولی اللہ دہلوی

از بہاء الدین خرمشاہی

ابو الفیاض قطب الدین احمد بن عبد الرحیم الملقب ''شاہ ولی اللہ دہلوی'' اور ''محدث دہلوی'' (۱۱۱۴۔۱۱۷۶ھ ق) مطابق (۱۷۰۳۔ ۱۷۶۲ء) مسلمان دانشور، محقق قرآن، محدث، فقیہ ومتکلم، اور اسلام شناس وحریت پسند، عظیم فکر دینی کے عرفانی مسلک کے مصلح اعظم، عظیم اخلاقی وسماجی اور سیاسی، ہستی نے بارہویں ہجری، مطابق اٹھارویں صدی عیسوی میں برصغیر ہند میں زندگی بسر کی اور دہلی میں وفات پائی اور یہیں دفن ہوئے۔

ان کی بے شمار تصانیف ہیں۔صرف عربی اور فارسی زبانوں میں تقریباً ایک سو تصانیف پائی جاتی ہیں جن میں سے تقریباً پینتیس تصانیف ایسی ہیں جنہیں انگریزی اور دیگر زبانوں میں ترجمہ کرکے شائع کیا جاچکا ہے۔ ان کے سب سے پہلے استاد شاہ (شاہ کا جملہ طریقت وعرفان کا لقب ہے) عبد الرحیم عمری (۱۱۳۱ھ/۱۷۱۹ء) دہلی میں واقع علوم دینیہ کے مرکز رحیمیہ کے بانی وموجدا ورمنتظم تھے، مشہور ہے کہ آپ سات سال کی عمر میں حافظ قرآن بھی ہو گئے تھے۔اور پندرہ سال کی عمر میں والد کی سفارش پر نقشبندی صوفیانہ طریقت کو اپنا لیا تھا۔ پھر والد کے مدرسہ میں استاد اور پرنسپل کا عہدہ سنبھالا۔

۱۱۴۳ میں حج کو تشریف لے گئے اور یہ دینی فریضہ انجام دیا۔ انہوں نے حرمین شریفین خصوصاً مدینہ میں چودہ مہینے اقامت اختیار کی اور اس مدت کے دوران، بڑے علمائے کرام اور بزرگان دین کی خدمت میں اپنی تعلیمات خصوصاً علم حدیث کو وسعت اور جلاء بخشی، ۱۱۴۵ق/۱۷۳۲ میں ہندوستان واپس آگئے اور پھر اپنی پوری زندگی، تعلیم وتربیت، تصنیف وتحریر اور طریقت کے راہیوں کی ہدایت ورہنمائی کے لئے وقف کردی۔ ایک عشرہ کے بعد حجۃ اللہ البالغہ کے نام سے اپنا علمی وسماجی، شاہکار، عربی میں تخلیق کیا، جسے قاہرہ سے دو جلدوں میں ۱۹۵۲۔۱۹۵۳ میں شائع کیا گیا۔ اس کتاب میں قرآن وحدیث پر تاکید کے ساتھ، ثقافت اور اسلامی علوم کے خلوص اولیہ کی جانب بازگشت اور احیاء کی نداء نیز مسلمانوں کے مسائل ومشکلات کے حل کے لئے سماجی راہ حل کی

نشاندہی کی گئی تھی جس سے ان کے صوفیانہ افکار کا جائزہ لینے سے تصنیفات میں گہرائی اور صوفیانہ مسلک اور تہذیب نفس کی توسیع کی کوشش نظر آتی ہے، اور بہر حال یہ نمایاں اور تاکیدی نہیں ہے۔

علامہ اقبال لاہوری (۱۹۳۸ء) اور فضل الرحمٰن (۱۹۸۸ء) جیسے جدت پسند مسلمانوں نے ان کی شخصیت میں اتحاد آفریں گروہ اور فقہی فرقہ پرستی وجماعت پسندی کے قانون اور آئیڈیا لوجی کو وجود میں لانے والے کی حیثیت سے ڈھونڈ نے کی کوشش کی جو ایک نئے اجتہاد کی دعوت دینے والے اور کتاب وسنت کے باطن کو وجود میں لانے والے انسان تھے۔

انہوں نے الجز واللطیف فی ترجمه العبد الضعیف نامی کتاب میں، جو فارسی میں ہے، اپنی زندگی کی مختصر سرنوشت تحریر کی ہے اور کتاب الانفاس العارفین میں اپنی زندگی کی طرف اشارہ کیا ہے۔ وہ اپنے پانچ بیٹوں سمیت، منجملہ عبد العزیز کی کوششوں سے، ثقافتی، سماجی اور سیاسی تحریک وجود میں لائے، جس میں ان کے شاگردوں کا بھی بڑا اورنمایاں کردار کارفرما رہا ہے اور بقول، عبید اللہ سندھی (۱۹۴۴ء) اس تحریک کا نام، تحریک ولی اللہ رکھا گیا۔ قیام پاکستان، اور اس کی آزادی کے بعد شاہ ولی اللہ کو قومی ہیرو اور سیاسی وسماجی مفکر کی حیثیت سے یاد کیا جانے لگا اور انہیں وہی مقام ومرتبہ دیا گیا جو سترہویں صدی عیسوی میں سماجی ودینی مصلح، اور مسلمان، ہندوستانی عارف کی حیثیت سے شیخ احمد سرہندی کو دیا گیا تھا۔ جیسا کہ اشارہ کیا گیا، آج کل جنوبی ایشیاء میں وسیع پیمانے پر وقوع پذیر دینی اسلامی تحریکیں، خصوصاً وجود میں آنے والے کثرت پسند اور عرفانی جزبوں سے سرچشمہ حاصل کرنے والا دیوبندی گروہ شاہ ولی اللہ اور ان کے صاحبزادے شاہ عبد العزیز کے افکار کے زیر اثر قرار پایا ہے۔

اہل حدیث یہاں تک کہ مولانا مودودی کا پیروکار گروہ بھی صوفیانہ مسلک اور تصوف کو اپنانے والوں سے برسر پیکار تو ہے ہی، تاہم یہ لوگ، شاہ ولی اللہ کی زندگی اور آثار وافکار میں اصل شرعی اصولوں کی جانب بازگشت، غیر مسلکی سامراجی ثقافت کے اثرورسوخ اور سیاسی تأثرات کے ٹھکرانے کے علاوہ مختصر یہ کہ اصلاح پسندانہ عقیدے سے الہام اور سرچشمہ حاصل کرتے ہیں۔ شاہ ولی اللہ کے دور میں جاٹ اور مراٹھا قوموں کی جو غیر مسلم گروہوں پر مشتمل تھے، ان کی نسل پرستانہ مخالفت کے علاوہ ان کی وفات کے بعد، برطانوی سامراج اوران کے قبضے کا دور شروع ہوگیا ایسے موقع پر ان کے پوتے، شاہ اسماعیل شہید نے بعض مسلم اقوام کے درمیان پائی جانے والی بے جا رسومات کے

خاتمہ نیز غیر مسلموں کے خرافاتی عقیدے اور غیر ملکی جارحین سے مقابلہ کرنے کے ساتھ ہی اپنے داد ا، شاہ ولی کی مانند، ابن عربی کی طرز پر عرفانی مسلک قائم کیا۔ ان کے پیروکاروں میں نمایاں شخص ان کے شاگرد اور قریبی رشتہ دار، محمد عاشق (۱۱۷۳ء) تھے، جنہوں نے اپنی جہدِ مسلسل اور پیہم عمل سے، شاہ ولی اللہ کے عرفانی رجحانات کو دوام بخشا۔

شاہ ولی اللہ دہلوی بہت ہی محنتی اور کثیر التصنیف انسان تھے، ان کی تصانیف میں ایک سو کتابوں اور مقالوں کو شمار کیا گیا ہے جن میں سے تقریباً تیس کتابیں، شائع ہوچکی ہیں اور باقی یا تو قلمی نسخوں کی شکل میں ہیں یا محوہوگئی ہیں انہوں نے زیادہ تر تصانیف ابتدائے اسلام سے لیکر تا ہنوز چلتی آرہی سرکاری اور علمی زبان عربی اور غزنویوں سے لیکر برطانوی سامراج کے دور تک ہندوستان میں آٹھ سو سال تک رائج سرکاری اور ادبی زبان، فارسی میں تحریر کی ہیں ان کی کچھ فارسی زبان میں تحریر کردہ تصانیف جو اس وقت ہندوستان کی دفتری اور سرکاری وادبی زبان بھی تھی، مندرجہ ذیل ہیں:

شاہ ولی اللہ کی تصانیف:

۱۔ الطاف القدس فی معرفتہ لطائف النفس (مطبوعہ ہندوستان ۱۹۶۴ء)

۲۔ الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ

۳۔ اتحاف النبیہ فی مایحتاج الیہ المحدث والفقیہ (مطبوعہ لاہور، ۱۹۶۹ء) اور بحث وتحقیق کے سلسلہ میں سب سے اہم تصانیف میں قرآن کی تحقیق ومطالعہ کے سلسلہ میں، تصانیف ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں

۴۔ فتح الرحمٰن فی ترجمۃ القرآن، یہ ترجمہ اور تصحیح وتکمیل خود، شاہ ولی اللہ دہلوی نے ۱۱۵۱ھ ق/ ۱۷۳۸ء میں انجام دی جسے کراچی اور ہندوستان کے مختلف شہروں میں متعدد مرتبہ شائع کیا گیا اور اس مقالہ میں بحث کا اصلی موضوع بھی یہی ہے۔

۵۔ الفوز الکبیر فی اصول التفسیر، مختصر مگر تفسیر قرآن کے اصول اور قوانین پر مکمل وجامع مسائل پر محیط ہے جس میں بلاغت ولسان وادب اور تفسیر کی تحریر پر مبنی پانچ بحث اور اصل حصہ پر توجہ مبذول کی گئی ہے یہ ۱۹۶۴ عیسوی میں کراچی سے شائع ہوئی ہے۔ اس کتاب کا عربی ترجمہ دنیائے اسلام (عربی زبان) میں شائع ہوچکے حق طباعت کئی ملکوں میں محفوظ ہے اور ترجمہ الفوز الکبیر

کے عنوان سے کراچی نیز عرب ملکوں میں کئی بار شائع ہو چکا ہے۔ اس کا انگریزی ترجمہ جی ، ایچ جلبانی کے تعاون سے .G.H.jalbani-The principle of Quran Commentary کے عنوان سے اسلام آباد سے ۱۹۸۵ عیسوی میں شائع ہوا۔

۶۔ المقدمة فی قوانین الترجمه مختصر اور غیر مطبوعہ مقالہ، جو قرآن کے صحیح ترجمہ اور اس کے اصول وروش پر مبنی ہے۔

۷۔ ان کے تحریر کردہ فارسی مکتوبات جو ہندوستان کی مختلف لائبریریوں میں محفوظ ہیں جن میں سے کچھ کا اردو ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے۔

ترجمہ کے بارے میں:

شاہ ولی اللہ نے سات سال کی عمر میں قرآن کریم حفظ کر لیا تھا اور اس پر توجہ ان کی ثقافتی وعلمی زندگی کا سرمایۂ حیات بن چکا تھا ، انہوں نے اپنی ایک گرانقدر علمی سند کے تحت ،قرآن سے متعلق اپنی تحقیق اور قرائت کی استادانہ مہارت کو تفصیل کے ساتھ اور نام ونمود کو چوبیں نسلوں اور پشت در پشت کو حضرت ختمی مرتبت کی نسل تک پہونچایا اوران سے مرتبط ومتصل کیا ہے۔ ان کے پہلے شیخ اور بلافصل ، استاد جن سے انہوں نے قرآن کریم کو شروع سے آخر تک عاصم سے حفص کی روایت کے مطابق سیکھا ہے، ۱۱۵۳ھ،ق میں حاجی محمد فاضل سندھی تھے۔

انہوں نے فتح الرحمٰن فی ترجمۃ القرآن نامی فارسی ترجمہ کی تمہید میں اصول ترجمہ کے قائدے اورضرورت کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے'' ایسے دور اور زمانے میں جس میں ہم زندگی بسر کررہے ہیں مسلمانوں کی خیر خواہی ونصیحت کا تقاضا ہے کہ قرآن عظیم کا سلیس اور رائج وآسان ترجمہ بغیر کسی ہنر نمائی اور دکھاوے کے اور اس کی کہانیوں کو بغیر کسی پیچ وخم کے آسان اور سادہ لفظوں میں پیش کیا جائے تاکہ خاص وعام سبھی اچھی طرح سمجھ کر مستفید ہوسکیں اور چھوٹے بڑے سبھی یکساں طور پر سمجھ پائیں ۔ پھر کہتے ہیں فارسی تراجم پر تحقیق وجستجو شروع کی جو کہ زیادہ تر طویل ومفصل یا ایجاز فمل یا اطناب ممل (ممل)کے حامل تھے، لہٰذا ایک نیا کام شروع کرنے کی ضرورت نظر آئی۔ کچھ برسوں کے بعد ایک عزیز نے اس حقیر کے پاس فارسی ترجمہ کے ساتھ قرآن پڑھنا شروع کیا ، یہ سلسلہ، اس بات کا آغاز ثابت ہوا۔ پھر اپنے ترجمہ کے اصول وضوابط اور طریقہ کار کی وضاحت پیش کرتے ہیں جنہیں ہم مسلسل اور آسان لفظوں میں فہرست کی شکل پیش کررہے ہیں۔

۱۔قرآن کی عربی شکل وصورت اور اس کے مفہوم کو فارسی میں ڈھالا گیا ہے۔

۲۔نحو وصرف اور علم بلاغت اور مقدم ومؤخر جو جملوں اور عبارتوں میں موجود ہیں انہیں فارسی زبان کے قاعدہ وقانون کے مطابق قرآن کی ترتیب وتشکیل کے لحاظ سے حذفیات اور الفاظ کی ترتیب کو ظاہر کیا گیا ہے۔ اور اس کا خاص لحاظ رکھا گیا ہے۔مگر یہ کہ جہاں دو زبانوں کے اختلاف کی وجہ سے الفاظ میں عدم ہماہنگی اور معنی میں دشواری وپیچیدگی وجود آتی تھی۔

۳۔ جو کچھ کہ وجوہات اور شان نزول کی طرف اشارے کی جتنی ضرورت تھی ، بطور اختصار ، زیادہ تر انہیں حاشیہ میں نقل کیا گیا ، وجیز اور تفسیر جلالین کتابوں کی حد تک جو کہ اس ترجمہ کا اصل ذریعہ اور مآخذ ہیں۔

۴۔ اس ترجمہ کی روش کم وبیش ،تحت اللفظی ہے ، اعراب وبلاغت اور قصص نیز دیگر قرآنی علوم کے پیش نظر اسی ضمن میں اس حصہ کے گیارہ نمبر کو ملاحظہ کریں۔

۵۔اس ترجمہ کی ترکیب ایسی ہے کہ ہر آیت کو الگ سے ترجمہ کے ساتھ لکھا گیا ہے اور مختار کی سیاقی روش کو روز مرہ استعمال میں آنے والی فارسی کو جگہ دی گئی ہے۔

۶۔تحت اللفظ سے جو کچھ کہ زیادہ ہے اور آج کی اصطلاح میں تفسیری لحاظ سے زیادہ ہے اگر ایک یا دو جملہ ہے ''یعنی''لفظ کے ساتھ اس کو اضافہ کرکے واضح اور الگ کیا گیا ہے اور اگر مفصل یا مستقل کلام ہے تو اس کے شروع میں '' مترجم کہتا ہے'' اور آخر میں '' واللہ اعلم'' مذکور ہے۔

۷۔ممکنہ حد تک یہ کوشش کی گئی ہے کہ قرآن سے متعلق مذکور کسی داستان کو ایک دو جملوں میں ،مختصر اور بطور اشارہ ذکر کیا جائے اور سبب اور شان نزول کے سلسلہ میں لمبی کہانیوں کو مختصر طور پر بطور اشارہ پیش کیا گیا ہے۔

۸۔ اس ترجمہ کا اصل ذریعہ اور مرکز حدیث کی کتابوں میں '' کتاب التفسیر'' صحیح بخاری وسنن ترمذی ہیں۔ اس میں حتی الامکان اسرائیلیات سے اجتناب کیا گیا ہے۔مگر یہ کہ کسی جگہ پر بغیر اشارہ وذکر کئے بغیر مطلب ومعنی واضح نہیں ہوتے،'' والفرورات تبیح المخطورات'' سے فائدہ اٹھایا گیا ہے۔

۹۔مختلف وجوہات میں عربیت کے لحاظ سے مستحکم ترین وجہ علم حدیث وفقہ ہے جن میں رائج معنی کے لحاظ سے بہت کم عدول اور دوری اختیار کی گئی ہے اور انہی چیزوں کا انتخاب کیا گیا ہے۔

۱۰۔ یہ ترجمہ اس طرح انجام پایا ہے کہ عربی اور بلاغت ونحو کے واقف کار حضرات ،قرآن کے اعراب اور حذف کے تعین وضمیر کے مرکز ومرجع اور عبارت کے تقدم وتأخر کو جو کہ ترجمہ کا لازمہ ہے بخوبی سمجھ سکتے ہیں یہاں تک کہ جو لوگ عربی زبان اور نحو سے واقفیت نہیں رکھتے ،غرض ومقصد کی اصلیت سے جو قرآن کے معنی کا ادراک ہے،محروم نہیں ہوسکتے ہیں

۱۱۔ ترجمے دو قسم کے ہیں یا تحت اللفظی یا معنی ومفہوم پر مشتمل اور ان دونوں کا خلل واختلال اپنی جگہ واضح وقائم ہے۔ یہ تراجم جامع اور اوسط درجہ کی روش رکھتے ہیں اور ان کے ہر طرح کے خلل واختلال کے حل کا راستہ بھی ڈھونڈا گیا ہے۔جس کی شرح وتفصیل قواعد ترجمہ کے رسالہ میں بیان کی جائے گی۔

۱۲۔عربی زبان اور قرآن مجید میں’’ وٗ‘‘ واو اور’’ف‘‘ فاء زیادہ ترجگہوں پر زائد اور اضافی ہے اور فارسی ترجمہ میں ربط کا مفہوم دیتا ہے اور اس کے استعمال کے بغیر حرف اور جملہ میں عطف واستمرار کا مطلب نکلتا ہے اور بعض موقعوں پر جب جملوں میں الفاظ سست پڑے تو ان کو حذف کرلیا گیا یعنی ان کی جگہ کوئی دوسری چیز لائی نہیں گئی ہے۔

ترتیب وطباعت:

یہ ترجمہ جب سے مکمل ہوا تب سے اب تک، ہندوستان میں فارسی داں حلقہ میں مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد کی جانب سے پر جوش خیر مقدم کیا گیا اس کے بعد پاکستان اور پھر دیگر مسلم ملکوں میں فارسی زبان کے واقف کار مسلمانوں منجملہ ایران وافغانستان کے لوگوں نے پسند کیا۔ پھر ہندوستان میں ترتیب وتنظیم کے بعد متعدد مرتبہ شائع کیا جاچکا ہے حالیہ طباعت جو ایران کے علاوہ عمل میں آئی ہے اس میں کراچی اور لاہور میں تاج لمیٹڈ کمپنی کی جانب سے طباعت کی طرف اشارہ کیا جاسکتا ہے جس کو ملا حسین واعظ کاشفی کی مختصر تفسیر کے ساتھ بڑے رحلی سائز میں شائع کیا گیا ہے، اس میں تاریخ طباعت مذکور نہیں ہے ، اس طباعت میں ۱۳۹۴ صفحات کا ذکر ہے۔جس کے نیچے شاہ ولی اللہ کا ترجمہ دیا گیا ہے یا دونوں سطروں کے درمیان میں قرار دیا گیا ہے ترجمہ وعبارت قرآنی کو اوپر کے آدھے حصہ میں اور باقی نیچے کے آدھے حصہ میں تفسیر حسینی یا مواہب علیہ ہے جس کی وضاحت ملا حسین واعظ کاشفی کے ذریعہ کی گئی ہے۔ کتاب کے پیش لفظ میں مصنف اور تفسیر کے نام کا ذکر کیا

گیا ہے۔ یہاں تک کہ ان کی دوسری تفسیر جس کا نام جواہر التفسیر ہے اور صرف سورہ الفاتحہ پر مشتمل ہے اس کا بھی ذکر ہوا ہے۔ اور بحمد اللہ حال ہی میں نشر واشاعت میراث مکتوب کے تعاون سے اس کی تصحیح کر کے شائع کیا گیا ہے لیکن جو چیز کہ واقف کا رمحقق کو غور کرنے پر مجبور کرتی ہے یہ ہے کہ کیا یہ وہی مواہب علیہ یا تفسیر حسینی ہے یا واعظ کاشفی کی کوئی اور مختصر تفسیر ہے کیونکہ وہ ۸۴۰ میں پیدا ہوئے اور ۹۱۰ ھ۔ق میں ان کا انتقال ہو گیا تھا۔

اس تفسیر کے مقدمہ میں لکھا ہوا ہے کہ جواہر التفسیر کی پہلی جلد کی تکمیل کے بعد وجود میں آنے والی بہت سی مشکلات کے سبب اس کو مکمل کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے۔

یہ تفسیر چار جلدوں میں مواہب علیہ کے نام سے منظر عام پر آنے والی تھی پھر وہ ۱۳۵۷ھ۔ق میں قرآن کی تفسیر کا ترجمہ تحریر کرنے کا ارادہ کرتے ہیں اور یہ تفسیر کا وہی ترجمہ ہے جو شاہ ولی اللہ دہلوی کے ترجمہ کے صفحات کے ذیل میں آیا ہے۔اور اس ترجمہ کی تاریخ ملاحسین واعظ کاشفی کی تاریخ ولادت ووفات سے مطابقت نہیں رکھتی ہے۔ اس بات کا ذکر کرنا ضروری ہے کہ اس طباعت میں تفسیر کی عبارت میں وہ اضافات نہیں پائے جاتے جنہیں خود شاہ ولی اللہ دہلوی نے تحریر کیا تھا نہ تو کتاب میں اور نہ ہی حاشیہ میں کہیں بھی موجود نہیں ہے تاہم کتاب کے آخر میں تصحیح کرنے والوں اور گواہوں کا ذکر ہوا ہے اسی طرح کتاب کے آغاز اور اختتام پر دو صفحات میں اسماء الحسنی کو درج کیا گیا ہے۔

اس کی اشاعت پاکستان کے شہر پیشاور میں نورانی کتابخانہ کے ذریعہ ہوئی ہے اس کی خاصیت یہ ہے کہ مترجم یعنی شاہ ولی اللہ دہلوی کی تفسیروں میں سبھی اضافات کو اس ترجمہ شدہ قرآن کے حاشیہ میں یعنی مترجم کا کہنا ہے کے جملہ سے شروع کیا گیا ہے اس طباعت کا سائز وزیری اور ترجمہ دونوں سطروں کے درمیان لایا گیا ہے۔ اور اس کے نیچے قرآنی آیات ہیں جو ۴۳۷ صفحات پر مشتمل ہیں اور شروع میں عنوانی صفحہ آیا ہے۔ اور اختتام میں ختم قرآن کی دو دعاؤں کا ذکر ہوا ہے۔ پھر رموز اور وقف کو ایک صفحہ میں لکھا گیا ہے اس کے بعد دو صفحات میں مصحف کی فہرست ہے جس میں سورتوں اور جزء کے نمبر درج کئے گئے ہیں۔

اس کے بعد ایک صفحہ میں قارئین کو خطاب کر کے یاد دہانی کرائی گئی ہے اور اس میں طباعت کے دوران ناشر کی جانب سے احتمالی غلطیوں اور ان سے چشم پوشی کے ذکر کے ساتھ آخری

صفحہ میں اردو زبان کی درستی پر گواہ کے عنوان سے چار لوگوں کے دستخط کئے گئے ہیں۔

اس ترجمہ کوسعودی عرب اور مدینہ سے دو مرتبہ شائع کیا گیا۔

الف: ہندوستان اور پاکستان سے شائع ہونے والے نسخہ کو صرف اضافی تفسیر کو ہٹا کر شائع کردیا گیا جس کے اندر طباعتی غلطیاں پائی جاتی ہیں اور دوسری اشاعت میں دو ماہرین قرآن، ڈاکٹر عبدالحق بلوچ اور شیخ محمد داری کے ذریعہ اصلاح اور نظر ثانی کے بعد شائع کیا گیا۔ یہ طباعت ۱۴۱۷ھ،ق، میں مجمع الملک فہد لطباعۃ المصحف الشریف کے توسط سے عمل میں آئی اس بابت مذید معلومات کے لئے مطالعات قرآن اور دانشنامۂ قرآن کا ملاحظہ کرسکتے ہیں۔ یہ قرآن ۹۲۸ صفحات ۲۱×۱۴ سینٹی میٹر سائز میں باریک اور عمدہ کاغذ اور پسندیدہ جلد بندی کے ساتھ شائع ہوا ہے۔

عنوان والے صفحہ کے آغاز میں اس باترجمہ قران کا نام اس طرح ذکر ہوا ہے۔

فارسی زبان میں معنی کے ساتھ قرآن کریم کے صفحۂ اوّل کواس طرح معنون کیا گیا ہے! یہ قرآن کریم اور معنی دار ترجمہ خادم حرمین شریفین ملک فہد بن عبدالعزیز آل سعود کی خدمت میں ہدیہ کیا جاتا ہے اور صفحہ کے نچلے حصہ میں مجمع الملک الفہد لطباعۃ المصحف لکھا ہوا ہے۔ اور مترجم کے عنوان سے شاہ ولی اللہ دہلوی کے نام کا ذکر، اس صفحہ میں نہیں بلکہ ایک صفحہ پر مشتمل عربی مقدمہ اور ایک صفحہ پر مشتمل فارسی پیش لفظ میں جو ڈاکٹر عبد اللہ بن عبد المحسن الترکی کا تحریر کردہ ہے، شیخ ولی اللہ دہلوی کے نام سے ہوا ہے۔ اس مطبوعہ میں دو وضاحتی حاشیے بھی تحریر ہیں۔

خود مترجم کی مختصر یا طویل وضاحت:

ترتیب وتنظیم اور اصلاحات انجام دینے والے لوگوں کی اصلاحات وترتیب اور رسم الخط نیز معنی پر مشتمل نکات اور وضاحتیں تحریر کی گئی ہیں جیسا کہ دیکھنے میں آیا ہے کہ سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۹ میں ''باخبر نہیں ہوتے کی جگہ'' نہیں سمجھتے'' اور سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۱۳ میں'' ناسمجھ لوگ جیسا کہ ایمان لائے'' کی جگہ'' چنانچہ'' اور سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۲۰ میں'' اور اگر چاہا خدا ہر وقت ان کی طاقت سماعت چھین لیتا ہے'' جیسی عبارت کی جگہ'' اور اگر خدا چاہتا ہرگھڑی ان کی سماعت زائل کردیتا'' نیز سورہ بقرہ کی ۱۳ اور ۱۷ نمبر کی آیتوں میں'' اس کے اطراف'' کی جگہ'' آس پاس'' سے تبدیل کردیا ہے۔ ہر صفحہ میں اس طرح کی اصلاحات کی میزان، تقریباً چار پانچ جملے یا عبارت

تک پہونچتی ہے۔

ہمارے خیال میں حالانکہ ان اصلاحات کو بے فائدہ قرار نہیں دیا جاسکتا، پھر بھی علمی امانت کے اصولوں اور قاعدے کے مطابق، نیز ڈھائی سو سالہ مشہور ومعروف تراجم کی تاریخی، ادبی اور لسانی قدروں کے تحفظ کے پیش نظر نیز اس طرح کے قدیمی اور نوادرات پر ''اصلاح'' کے نام پر قلم کا چاقو چلانا، مناسب ومعقول نہیں ہے۔ اس کام کی جگہ اصل عبارت کو اپنی جگہ یونہی محفوظ رکھ کر حاشیہ میں مجوزہ اصلاح رقم کرنی چاہئے یا بطور واضح وآشکارا عالما عامداً ترجمہ قرآن ہو یا اسکا کوئی جزء یا تصنیفی واصلاحی جدت ان سب کو الگ سے ایک صفحہ یا صفحات پر پیش لفظ یا فہرست یا اختتامیہ اور حاشیہ کے عنوان سے تحریر وجاگزین کرنا چاہئے اور یہ کام عالمی سطح پر علمی میدان میں بلا اعتراض اور بلا مانع ہے لیکن شاہ ولی اللہ دہلوی کے اصلاح شدہ ترجمہ پر قارئین کو اس کی کسی بھی عبارت اور جملوں پر یہ اطمینان اور بھروسہ نہیں ہے کہ یہ آنجناب کی اصل عبارت ہے یا کسی اصلاح کرنیوالے کی کاوش اور دخل وتصرف کا نتیجہ ہے۔

اس گرانقدر ترجمہ کی عالمانہ اور جامع اصلاح مترجم قرآن اور معاصر محقق، استاد مسعود انصاری کے ذریعہ ترتیب وتشکیل پاچکی ہے اور انشاء اللہ عنقریب ہی مطبع احسان کے ذریعہ منظر عام پر آئے گی۔

اظہار خیال اور جائزہ

۱۔ شاہ ولی اللہ دہلوی کے ترجمہ پر جائزہ وتبصرہ حجۃ الاسلام محمد رضا انصاری کی تحریر وتصنیف ہے جسے ترجمان وحی کے قرآن جریدے میں تیسرے شمارے (شہریور ۱۳۷۷) کے صفحات ۱۱۔۲۸ میں شائع کیا گیا ہے۔

۲۔ ترجمۂ قرآن کا جائزۂ'' تحریر کردہ منجانب علی احمد ناصح رکن قم یونیورسٹی کی علمی کمیٹی طبع شدہ ''فصلنامہ قرآنی صحیفہ مبین دور دوم شمارۂ اول (بہار، ۱۳۷۸) صفحات ۸۷۔۹۶)

۳۔'' ایک ترجمۂ قرآن کا تعارف'' ایک فارسی داں ہندوستانی کی کاوش''تحریر کردہ منجانب ڈاکٹر غلام علی حد اد عادل، مطبوعہ ''کیہان اندیشہ'' شمارہ ۴۰ (بہمن واسفند ۱۳۷۰)صفحات ۲۶۔۳۲۔

۴۔''دہلوی کے ترجمہ قرآن کی عظمت وزیبائی تحریر، بینات مسعود انصاری جیسے ہیں مقالہ

کے ابتدائی حصہ میں پیش کیا گیا اور موصوف کا عالمانہ منظّم اور استادانہ اصلاحی ترجمہ زیر طباعت ہے۔ اس کا ہم نے ذکر کیا ہے مطبوعہ بنیات قرآنی فصلنامہ سال سوم شمارہ ۳ (موسم سرماء ۱۳۷۵) صفحات ۱۰۵۔۱۱۳۔

۵۔''فتح الرحمٰن (ترجمہ قرآن محدث دہلوی) تحریر کردہ مسعودی انصاری مطبوعہ دانشنامہ قرآن وقرآن پژوھی (تہران ،نشر دوستان۔ ناہید۔ ۱۳۷۷) جلد دوم صفحات ۱۵۴۲۔ ۱۵۴۴۔

۶۔''ترجمہ فارسی (شاہ ولی اللہ دہلوی) تصنیف منجانب بھاء الدین خرم شاہی مطبوعہ دانشنامہ قرآن وقرآن پژوھی ، جلد اول صفحہ ۵۵۵۔

ترجمہ کانمونہ:

الف: ترجمہ آیت الکرسی (سورہ بقرہ آیات ۲۵۵ تا ۲۵۷)

''خدا کوئی اور معبودنہیں ہے۔سوائے اس کے ، زندہ جو عالم کا مدبر ہے ، اسے نہ اونگھ آتی ہے اور نہ نیند اس کے لئے ہے جو کچھ کہ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ کہ زمین میں ہے ،کون ہے جو اس کے نزدیک شفاعت کرنیوالا ہو اور اس کے حکم کے بغیر جانتا ہے جو کچھ کہ ان کے ہاتھ میں ہے اور جو کچھ کہ ان کے ہاتھ کے پیچھے واقع ہے اور حاصل نہیں ہوسکتی (لوگوں کو)حق کے بارے میں معلومات مگر یہ کہ جو کچھ کہ وہ چاہے چھائی ہوئی ہے اس کی بادشاہت آسمانوں اور زمین پر اور یہ محافظت اس کے لئے بارگراُن دونوں کی محافظت بارگراں نہیں ہوتی اور وہ بلند مرتبہ اور بڑی طاقت والا ہے۔

دین کے لئے کوئی زور زبردستی نہیں ہے ہر گھڑی ، ظاہر کی گئی ہے گمراہی سے راہ نجات پس جو کوئی بت کا انکار کرے اور خدا پر ایمان لائے ، گویا اس نے مستحکم ذریعہ سے تمسک اختیار کرلیا جو کہ اس سے علیحدہ ہونے والا نہیں اور خداند عالم سننے والا عالم ہے۔ خدا مومنوں کی بگڑی بنانے والا ہے انہیں اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لانے والا ہے۔اور جو لوگ کافر ہیں ان کی بگڑی بنانے والے وہ بت ہیں جو انہیں روشنی سے نکال کر اندھیروں میں لیجانیوالے ہیں۔ اور یہ لوگ دوزخ کے باشندے ہیں یہ لوگ وہاں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

ب: آیۂ نور کا ترجمہ (سورہ نور آیۂ ۳۵)

خدا آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ مسلمانوں کے دلوں میں اس کے نور کی کہانی اس طاق کی مانند ہے جس میں چراغ رکھا ہوا ہے (یعنی فتیلہ روشن ہے (حاشیہ) وہ چراغ شیشہ میں ہے (یعنی قندیل میں ہے۔ حاشیہ) وہ شیشہ چمکدار ستارہ کی مانند ہے جو بابرکت زیتون کے تیل سے روشن کیا جاتا ہے کہ زیتونی درخت سے مراد، زیتون ہے نہ تو مشرق کی جانب اگا جانے والا ہے اور نہ ہی مغرب کی جانب اگا جانیوالا ہے، عنقریب ہے کہ اس کا روغن روشنی دے اگرچہ اس تک آگ نہ پہنچی ہو آگ جو کہ روشن ہے روشنی پر، خدا نے اپنے نور کی طرف ہر اس کی ہدایت کرتا ہے جو کہ چاہتا ہے، اور خدا لوگوں کو داستانیں بیان کرتا ہے اور خدا ہر چیز کا علم رکھتا ہے (پیشاور اور کراچی سے شائع شاہ ولی اللہ دہلوی سے نقل شدہ ترجمہ جو کہ دائرے میں ذکر ہوا مترجم کے حاشیہ اور اضافی تفسیر سے ہے اور باقی دونسخوں کے بیچ پایا جانے والا اختلاف جان بوجھ کر (۱۴۱۷) میں اصلاح کے بعد مدینہ سے شائع ہونے والے ترجمہ کو نقل نہیں کیا کیونکہ جو شرح اور دلیل گذری ہے اس کی بنیاد پر اس میں شاہ ولی اللہ دہلوی کا اصلی اور خالص ترجمہ نہیں ہے بلکہ آج کل کے لوگوں کی جانب سے اصلاح کے نام پر اصلاحات اور تبدیلی کی گئی ہے۔

ذرائع اور مأخذ:

خود اپنے ترجمہ پر شاہ ولی اللہ کا مقدمہ فتح الرحمٰن وہ رسالے جن کا ذکر ہم نے اس مقالے کے چوتھے شمارے میں بطور تبصرہ وجائزہ پیش کیا ہے۔ دائرۃ المعارف قرآن وقرآن پژوھی (بہاء الدین خرم شاہی اور کاوش، تہران ۱۳۷۷، ۲ جلد مأخذ ''ترجمہ فارسی (شاہ ولی اللہ ''فتح الرحمٰن'' محدث دہلوی'' دائرۃ المعارف فارسی، مأخذ ''شاہ ولی اللہ دہلوی'' ترجمہ الفوز الکبر فی اصول التفسیر (مقدمہ، کراچی قدیمی کتب خانہ بدون تاریخ)

الاعلام زرکلی، مأخذ ''احمد بن عبد الرحیم'' ایرانیکا (دانشنامہ ویژۂ ایران وایران شناسی۔ انگریزی، ذیل مأخذ ''دہلوی'' جلد ۷ صفحہ ۲۲۰ ۔ ۲۲۱) اس مقالہ اور بعد کے مقالہ کے مصنف، مارسیا۔ک۔ سرمانسن نامی محقق ہیں۔

(نئے عالم اسلام کے بارے میں آکسفورڈ کا دانشنامہ انگریزی، زیرنگرانی جان اسپوزیتو ۴ جلد، جلد چہارم، صفحہ ۳۱۱۔۳۱۲)

اسی طرح دانشنامہ دین کا مقالہ (زیرنگرانی، میر چاالیادہ، انگریزی زبان، ۱۶ جلدیں، جلد ۱۵ درج ذیل مأخذ ''ولی اللہ'' تحریر منجانب کارل باربر۔

اس بات کا ذکرضروری ہے کہ مذکورہ دانشناموں میں درج مقالوں کے مأخذ اہم اور معتبر کتابوں کی فہرستوں منجملہ شرح زندگی اور منفرد یادداشتوں پر مشتمل ہیں جو سبھی شاہ ولی اللہ سے تعلق رکھتے ہیں ان کو مختلف زبانوں اور زیادہ تر انگریزی اور عربی میں درج کیا گیا ہے۔